Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 03, July - September 2026, **PP**: 137-146
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

خواتین کی دادرسی کا نبوی منہج: ایک تحقیقی مطالعہ

Prophetic Methodology of Redressing Women's Grievances: A Research Study

1. Dr. Ilyas Ahmad ilyasahmad99@gmail.com	*Lecturer,* *Department of Islamic Studies,* *Shaheed Benzir Bhutto University Sheringal, Dir Upper KPK.*
2. Dr. Aftab Ahmad dr.aftabahmad@sbbu.edu.pk	*Assistant Professor,* *Department of Islamic Studies,* *Shaheed Benzir Bhutto University Sheringal, Dir Upper KPK.*
3. Mr. Fida Muhammad fidamuhammad5010@gmail.com	*MPhil Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Shaheed Benzir Bhutto University Sheringal, Dir Upper KPK.*

How to Cite: Dr. Ilyas Ahmad, Dr. Aftab Ahmad and Fida Muhammad. 2026: "Prophetic Methodology of Redressing Women's Grievances: A Research Study". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (03): 137-146.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
11-07-2026	05-08-2026	30-08-2026

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Science Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اردو جرائد اشاریہ, تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

خواتین کی دادرسی کا نبوی منہج: ایک تحقیقی مطالعہ

Prophetic Methodology of Redressing Women's Grievances: A Research Study

1. **Dr. Ilyas Ahmad**
Lecturer,
Department of Islamic Studies, Shaheed Benzir Bhutto University Sheringal, Dir Upper KPK.
Ilyasahmad99@gmail.com

2. **Dr. Aftab Ahmad**
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, Shaheed Benzir Bhutto University Sheringal, Dir Upper KPK.
dr.aftabahmad@sbbu.edu.pk

3. **Mr. Fida Muhammad**
MPhil Scholar,
Department of Islamic Studies, Shaheed Benzir Bhutto University Sheringal, Dir Upper KPK.
fidamuhammad5010@gmail.com

Abstract

In the contemporary era, gender justice and the protection of women's rights have transcended mere legal discourse to become complex socio-psychological challenges. To comprehend the unique status Islam bestowed upon women since its inception, the Prophetic instances of redressing grievances serve as a foundational source. Moving away from conventional, descriptive academic flows, this study adopts an inductive approach that evaluates scattered exegetical and Hadith traditions not merely as static historical events, but through their underlying economic, familial, societal, and psychological dimensions. Through a rigorous academic scrutiny of these micro-narratives, the primary objective of this research is to explicate the comprehensive, empathetic methodology and divine model instituted by the Prophet Muhammad ﷺ to provide immediate administrative, moral, and emotional relief to aggrieved or vulnerable women. This paper demonstrates that the Prophetic approach was deeply rooted in profound humanitarian principles such as direct accessibility, the eradication of institutional hardships, and acute gender responsiveness. The study concludes that reforming contemporary legal and administrative infrastructures in light of this compassionate Prophetic model remains indispensable for achieving substantive justice.

Keywords: *Prophetic Methodology, Quranic Foundations, Redressal of Grievances, Women's Rights, Familial Disputes, Gender Responsiveness, Exegetical Sources.*

تعارف

انسانی تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ بعثتِ محمدی ﷺ سے قبل کی دنیا میں عورت کا وجود کسی مستقل سماجی یا قانونی شناخت سے محروم تھا۔ عصرِ جاہلیت میں اسے ایک مملوک شے، معاشی بوجھ اور محرومیت کی علامت بنا دیا گیا تھا۔[1] رسول اللہ ﷺ کی

تشریف آوری نے نہ صرف اس جاہلانہ تصور کو بدلا، بلکہ پہلی بار معاشرے کے اس سب سے زیادہ پسماندہ اور کمزور طبقے کو حقوقِ مسلمہ اور انسانی وقار سے نوازا۔[2] سیرتِ طیبہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ آپ ﷺ کا مقصد محض نظریاتی احکامات کا ابلاغ نہیں تھا، بلکہ ایک ایسا عملی اور ہمہ گیر نظام قائم کرنا تھا جہاں معاشرے کی آخری حد پر کھڑی خاتون بھی خود کو محفوظ اور معزز تصور کر سکے۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں اگرچہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے ضابطے اور تحریکیں موجود ہیں، لیکن عملی دنیا میں انصاف کی سست روی، طویل عدالتی موشگافیاں اور معاشرتی دباؤ مظلوم خواتین کے لیے انصاف کے حصول کو ایک کٹھن عمل بنا دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں رسالت مآب ﷺ کے اس اسلوبِ کار کو سمجھنا علمی اور عملی دونوں اعتبارات سے ضروری ہو جاتا ہے جس کا تعلق براہِ راست "خواتین کی پکار سننا اور ان کی دادرسی کرنا" ہے۔ یہ تحقیق روایتی فقہی مباحث سے ہٹ کر، سیرت کے عملی احوال کو ایک مربوط تنظیمی اور دستوری فریم ورک میں دیکھنے کی علمی کوشش ہے۔

مبحث اوّل: دادرسی کے قرآنی خطوط اور اصولی اساس

خواتین کی دادرسی کا نبوی منہج کسی اتفاقی ردِ عمل یا جزئی واقعات کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ان محکم قرآنی بنیادوں پر استوار ہے جنہوں نے انسانی تاریخ میں پہلی بار عورت کو ایک خود مختار اور آزاد قانونی وجود تسلیم کیا۔[3] اس پورے منہج کی تشکیل جن قرآنی خطوط پر ہوئی، انہیں ہم درج ذیل بنیادی اصولوں کے تحت سمجھ سکتے ہیں:

استماعِ شکایت کا الٰہی اسلوب

اسلامی نظامِ عدل کی سب سے مضبوط اصولی بنیاد یہ ہے کہ ایک عام اور مظلوم خاتون کی پکار کو براہِ راست بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ سورۃ المجادلہ کا آغاز اس حقیقت کا سب سے بڑا گواہ ہے۔[4] الٰہی فرمان ہے:

"قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ" [5]

یقیناً اللہ نے سن لی اس خاتون کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں آپ سے تکرار (بحث) کر رہی تھی اور اللہ کے حضور اپنی فریاد پیش کر رہی تھی۔

یہاں ایک خاتون (حضرت خولہؓ) کا حاکمِ وقت اور اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اپنے عائلی مسئلے پر اصرار کرنا اور گریہ و زاری کرنا اور پھر اس پر آسمان سے وحی کا نازل ہونا، یہ واضح کرتا ہے کہ دادرسی کے نظام میں مظلوم کی آواز کی کیا اہمیت ہے۔[6] علامہ ابن عاشورؒ اس پر لکھتے ہیں کہ یہ آیت دراصل مظلوم خاتون کی ہمت اور اس کے طلبِ عدل کی الٰہی تحسین ہے، جس نے جاہلیت کی ایک فرسودہ رسم (ظہار) کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔[7]

معاشی دادرسی: ملکیت اور وراثت کا حق

عورت کو معاشی طور پر مستحکم کرنا اور اسے وراثت سے محروم رکھنے والی جاہلانہ رسوم کا قلع قمع کرنا قرآن کا ایک انقلابی قدم تھا۔ سورۃ النساء میں اس دستوری حق کو یوں نافذ کیا گیا:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ"[8]

والدین اور قریبی اقربا کے متروکہ مال (ترکے) میں مردوں کا ایک باقاعدہ قانونی استحقاق ہے، اور اسی طرح والدین اور قریبی رشتہ داروں کے چھوڑے ہوئے اثاثوں میں خواتین کا بھی ایک مستقل حصہ مقرر ہے۔

یہ حکم اس معاشرتی جبر کے خلاف ایک بہت بڑی دادرسی تھا، جہاں عورت کو خود مالِ وراثت کی طرح تقسیم کر دیا جاتا تھا۔[9]

امام قرطبیؒ کے نزدیک یہ آیت خواتین کی معاشی آزادی اور ان کے آزاد مالی وجود کا پہلا باقاعدہ دستوری چارٹر ہے۔[10]

صنفی تکریم اور مساواتِ فضیلت

معاشرتی سطح پر عورت کے روایتی احساسِ کمتری کے سدِ باب اور اسے ایک فعال مذہبی، اخلاقی و سماجی اکائی کے طور پر منوانے کے لیے قرآنِ مجید نے جاہلیت کے مروّجہ افکار کا یکسر قلع قمع کر دیا۔ شریعتِ اسلامیہ نے صنفی وظائف کے تنوع کو برقرار رکھتے ہوئے، انسانی وقار، لغزشوں کی معافی اور اخروی درجات کی بلندی میں دونوں صنفوں کے درمیان 'برابری اور توازن' کا ایک ایسا محکم اصول وضع کیا جس نے عورت کو مرد کے موازنے میں کم تر رہنے کے نفسیاتی دباؤ سے ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا۔ سورۃ الاحزاب کی آیت 35 اس انقلابی اور دستوری توازن کی واضح ترین گواہ ہے، جہاں صراحت کے ساتھ دونوں صنفوں کے اوصاف اور ان کے مساوی اجر کا ذکر کیا گیا ہے:

"إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ ... أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا"[11]

یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ان سبھی کے لیے (یکساں طور پر) مغفرت اور اجرِ عظیم کی تیاری کر رکھی ہے۔

مفسرِ بغداد علامہ آلوسیؒ نقل کرتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور دیگر خواتین کی اس علمی جستجو اور فکری تشنگی کے جواب میں نازل ہوئی، جب انہوں نے بارگاہِ رسالت میں یہ سوال اٹھایا تھا کہ الٰہی خطابات میں صراحتاً خواتین کا ذکر مردوں کی طرح کیوں نہیں آتا؟[12] چنانچہ اس دستوری بیانیے نے نہ صرف ان کے اس فکری سوال کا تشفی بخش جواب دیا، بلکہ یہ اصول بھی ابدی طور پر طے کر دیا کہ روحانی فضائل، انسانی تکریم اور جزا و سزا کے الٰہی قانون میں دونوں صنفوں کا استحقاق بالکل یکساں ہے۔ مفسرین کے مطابق اس میں دس بنیادی ایمانی و اخلاقی اوصاف (جیسے اسلام، ایمان، صبر، صدق اور ذکر) کا تفصیلی احاطہ کیا گیا ہے، جو ایک کامل مسلم شخصیت کا حقیقی جوہر ہیں۔[13] اس اسلوبِ جامعیت کا اصل مقصد خواتین کی سماجی و مذہبی حیثیت کو مستحکم کرنا اور ان کی نفسیاتی و فکری دادرسی کرنا تھا۔[14] ان عالی شان اوصاف سے متصف ہونے والے مرد و خواتین، دونوں ہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے (بغیر کسی صنفی امتیاز کے) مغفرت اور اجرِ عظیم کی الٰہی نوید سنائی ہے۔[15]

معروف کے مطابق حقوق کا توازن

ازدواجی زندگی کے روایتی اور ظالمانہ ڈھانچے کو بدلنے کے لیے قرآن نے 'معروف' کا جامع تصور پیش کیا:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ"[16]

اور دستورِ شریعت کے موافق، عورتوں کے مطالبات (حقوق) کا پلڑا مردوں کے حقوق کی طرح برابر ہے، تاہم (خاندانی نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لیے) مردوں کو ان پر ایک درجے کی برتری یا سرپرستی حاصل ہے۔

یہ آیت کریمہ جاہلی تصورات کی نفی کرتے ہوئے میاں بیوی کے تعلق کو 'مالک اور مملوک' کے بجائے باہمی حقوق و فرائض کے ایک مربوط اور انسانی ڈھانچے میں ڈھالتی ہے۔[17] 'معروف' کے ضابطے کے تحت شریعت نے دونوں صنفوں کے مطالبات کو عقلِ سلیم اور سماجی عدل کے ترازو میں برابر رکھا ہے، تاکہ معاشرتی استحکام برقرار رہے۔[18] مرد کے لیے 'درجہ (degree of '

(responsibility) دراصل اس پر عائد ہونے والی معاشی کفالت، تحفظ اور خاندانی نظم و نسق کی اضافی ذمہ داری ہے، جس کا مقصد عورت پر جبر نہیں بلکہ اسے تمدنی بوجھ سے آزاد کرنا ہے۔[19] اس اصولِ توازن نے خواتین کو وہ دستوری وقار اور قانونی تحفظ فراہم کیا جہاں وہ ایک خود مختار وجود کے طور پر پہچانی جاتی ہیں۔[20]

تحفظِ عفت اور دفاع کا دستوری حق

عورت کی سماجی آبرو کو داغدار ہونے سے بچانے اور اس پر لگنے والے یک طرفہ الزامات کے سدِباب کے لیے قرآن نے 'حدِ قذف' اور 'لعان' کے اصول وضع کیے۔ سورۃ النور میں ارشاد ہے:

"وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلاَّ أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ... الآية"[21]

اور جو لوگ خود اپنی ہی زوجات پر بدنامی کی تہمت لگائیں اور (اپنے دعوے کی تصدیق کے لیے) ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا کوئی اور شاہد (گواہ) نہ ہو، تو ایسے شوہر کی اکیلی گواہی کا شرعی قائم مقام یہ ہے کہ وہ چار بار اللہ کے نام کی یہ شہادت پیش کرے کہ وہ (اس الزام میں) بالکل سچ پر ہے۔

یہ قانون شوہر کے اس جاہلانہ حق کو ختم کرتا ہے جہاں وہ جب چاہے بیوی کی عفت کو مشکوک بنا سکے اور عورت کو یہ پورا قانونی اختیار دیتا ہے کہ وہ عدالتی فورم پر اپنے وقار کا دفاع کرے اور خود کو بری ثابت کرے۔[22]

مبحث دوم: عہد نبوی ﷺ میں خواتین کی فریادرسی کی عملی جہات

قرآن مجید نے جو اصول طے کر دیئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی روزمرہ کی زندگی اور عدالتی فیصلوں میں ان کا نفاذ فرما کر خواتین کے مسائل کو حل کیا۔ اگر ہم سیرت کے ان احوال کا غائر مطالعہ کریں، تو یہ دادرسی زندگی کے مختلف گوشوں میں بکھری ہوئی نظر آتی ہے:

معاشی حقوق کا تحفظ اور نفقہ کا حق

عائلی زندگی میں معاشی توازن کو برقرار رکھنے کے لیے آپ ﷺ نے خواتین کے مالی حقوق کا ہمیشہ اوّلیت کے ساتھ تحفظ فرمایا۔ جب یتیم بچیوں کے اولیاء ان کے مال کی خاطر ان سے زبردستی نکاح کرنا چاہتے تھے، تو آپ ﷺ نے اس پر سخت گرفت فرمائی[23]،[24] معاشی دادرسی کی ایک عملی اور مشہور مثال حضرت ہند بنت عتبہؓ کا مقدمہ ہے، جنہوں نے شکایت کی کہ ان کے شوہر ابوسفیانؓ بخیل ہیں اور انہیں اور ان کے بچوں کو پورا خرچ نہیں دیتے۔ آپ ﷺ نے خاندانی نظام کو بچاتے ہوئے انہیں یہ عدالتی حق دیا کہ وہ شوہر کی لاعلمی میں بھی معروف طریقے سے اپنی ضرورت کے مطابق مال لے سکتی ہیں[25]۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:

"خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف"[26]

تم مروّجہ طریقے کے مطابق اتنا لے سکتی ہو جو تمہاری اور تمہاری اولاد کی ضرورت کے لیے کافی ہو۔

حقِ انتخاب اور خلع کا مخرج

عائلی آزادی کے باب میں نبوی منہج کا سب سے بڑا کارنامہ عورت کو نکاح میں اپنی مرضی کا مالک بنانا تھا۔ حضرت خنساء بنت خدام الانصاریہؓ کا نکاح جب ان کے والد نے ان کی مرضی کے خلاف کر دیا، تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں فریاد کی؛ آپ ﷺ نے اس زبردستی کے رشتے کو فوری طور پر فسخ فرما دیا۔[27] اسی طرح جب کنواری لڑکیوں کے اِذن کا مسئلہ آیا، تو آپ ﷺ نے ان کی حیاء کا پاس رکھتے ہوئے ان کی خاموشی کو ہی ان کی رضا قرار دیا، مگر زبردستی کو یکسر مسترد کر دیا۔[28]

نکاح کی طرح، جب کوئی عورت کسی مرد کے ساتھ زندگی گزارنے سے عاجز آجاتی، تو آپ ﷺ نے اسے 'خلع' کی صورت میں ایک دستوری مخرج (راستہ) عطاء فرمایا۔ حضرت ثابت بن قیسؓ کی زوجہ جب اس لیے علیحدگی چاہتی تھیں کہ انہیں اپنے شوہر پسند نہیں تھے اور وہ دل میں بات رکھ کر دورخی میں مبتلا ہونے سے ڈرتی تھیں، تو آپ ﷺ نے ان کے دلی جذبات کا پورا احترام کیا اور ان کا مہر (باغ) واپس کروا کر اسلام کا پہلا خلع نافذ فرمایا۔[29]، [30]عورت کے اس شرعی اختیار کی ایک اور لاجواب مثال حضرت بریرہؓ کا واقعہ ہے۔ جب وہ لونڈی سے آزاد ہوئیں تو شرعی قانون کے تحت انہیں اپنے شوہر (حضرت مغیثؓ) سے علیحدگی یا برقرار رہنے کا اختیار ملا۔ حضرت مغیثؓ مدینہ کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی حالت دیکھ کر حضرت بریرہؓ سے صرف سفارش کے طور پر فرمایا کہ "تم اس کے پاس لوٹ جاؤ"۔ حضرت بریرہؓ نے ایک بیدار مغز خاتون کی طرح پوچھا: "یارسول اللہ! کیا یہ آپ کا حکم ہے (جس کی تعمیل مجھ پر لازم ہے)؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، میں تو صرف سفارش کر رہا ہوں" اس پر انہوں نے عرض کیا: "پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں" آپ ﷺ نے ان کے اس حقِ اختیار کو تسلیم فرمایا اور بطورِ شارع و مربی اپنے منصبِ شفاعت (سفارش) کو ان پر لازم نہیں ٹھہرایا۔[31]، [32]

گھریلو تشدد اور جسمانی بیخ کنی کا سدِباب

خواتین پر گھریلو تشدد کے خلاف نبوی منہج نہایت سخت اور مصلحانہ تھا۔ جب ایک انصاری خاتون نے اپنے شوہر کے تھپڑ مارنے کی شکایت پیش کی، تو آپ ﷺ نے معاشرتی مزاج کو بدلنے کے لیے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا: "لا تضربوا اماء الله" "اللہ کی بندیوں پر ہاتھ مت اٹھاؤ"[33] ایک مرتبہ جب مدینہ کی ستر کے قریب خواتین نے رسول اللہ ﷺ کے گھروں کا چکر لگا کر اپنے شوہروں کے بدسلوکی کی شکایات کیں، تو آپ ﷺ نے شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے معاشرے کے مردوں کو جھنجھوڑا اور فرمایا: یاد رکھو، عورتوں پر ہاتھ اٹھانے والے تم میں سے بہتر لوگ نہیں ہیں۔"[34]

تعلیمی تشنگی اور نفسیاتی دلجوئی

نبوی منہج نے خواتین کی تعلیمی ضروریات کے لیے بھی خصوصی انتظامات فرمائے۔ جب خواتین نے یہ عذر پیش کیا کہ "مرد مجالس میں آپ ﷺ کے قریب رہتے ہیں اور ہم کھل کر سیکھ نہیں پاتیں، ہمارے لیے کوئی دن خاص فرمادیں"، تو آپ ﷺ نے ان کے اس مطالبے پر الگ دن اور جگہ متعین فرمائی تاکہ وہ بغیر کسی جھجک کے دین کے باریک ترین مسائل بھی سمجھ سکیں۔[35] یہی وجہ تھی کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے انصار کی خواتین کی عقل و فہم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ان کی حیاء نے انہیں دین سیکھنے سے نہیں روکا۔[36]

جسمانی اور معاشی مسائل کے ساتھ ساتھ، آپ ﷺ نے خواتین کی نفسیاتی خودتوقیری کا بھی پورا لحاظ رکھا۔ لونڈیوں اور خادمات کی عزتِ نفس کی بحالی کے لیے آپ ﷺ نے 'أَمَتِي' (میری لونڈی) جیسے تحقیر آمیز کلمات کے بجائے 'فَتَاتِي' (میری بچی یا میری جوان لڑکی) کہنے کی تلقین فرمائی، تاکہ ان کے اندر احساسِ بندگی کم ہو۔[37] نفسیاتی دلجوئی کا عروج مدینہ منورہ کی اس سادہ لوح اور ذہنی طور پر کمزور خاتون کے واقعے میں نظر آتا ہے، جس نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ مجھے گلی کے اس کونے میں آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ آپ ﷺ وہاں کھڑے ہوگئے اور اس وقت تک اس کی بات سنتے رہے جب تک اس کی تسلی نہیں ہوگئی۔[38]

مبحث سوم: احوالِ سیرت سے مستنبط "منہج و اسالیبِ نبوی ﷺ"

سیرت کے ان احوال اور قرآنی اصولوں سے خواتین کی دادرسی کا ایک مربوط، منظم اور عالمگیر منہج سامنے آتا ہے۔ اس

منہج کے اساسی اسالیب کار درج ذیل دستوری اصولوں پر قائم ہیں:

غیر مشروط رسائی کا دستوری اصول

نبوی نظامِ عدل کا پہلا اور اہم ترین اسلوب یہ ہے کہ کسی بھی مظلوم یا فریادی خاتون کے لیے ریاست کے سب سے بڑے منصب (رسول اللہ ﷺ) تک پہنچنے کے لیے کوئی دربان، سفارش یا دفتری پیچیدگی حائل نہیں تھی۔ حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ کا واقعہ بتاتا ہے کہ ایک عام خاتون نہ صرف اپنے حکمران تک پہنچتی ہے، بلکہ اپنے مؤقف پر تکرار بھی کرتی ہے اور حاکمِ وقت اس کی بات کو مخلصانہ انداز میں سنتا ہے۔[39] یہ اسلوب واضح کرتا ہے کہ انصاف کی پہلی شرط 'ساعتِ مخلصانہ' اور غیر مشروط رسائی ہے، جس کے بغیر دادرسی ممکن نہیں۔[40]

'تہوّن اور تیسیر' کا تنظیمی مزاج

آپ ﷺ نے اپنے منصبِ نبوت اور الٰہی مشن کے بنیادی مزاج کو خود ان الفاظ میں بیان فرمایا: "بے شک اللہ نے مجھے سختی کرنے والا یا تنگی میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ ایک معلم اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے"[41] خواتین کے معاملات میں آپ ﷺ کا تنظیمی مزاج ہمیشہ رخصت اور آسانی پیدا کرنا رہا۔ آپ ﷺ نے شرعی قوانین کو عورت کے لیے بوجھ یا مصیبت بننے نہیں دیا، بلکہ ہمیشہ اسے ظلم کے ماحول سے نکالنے کا ذریعہ (مخرج) بنایا۔[42]

ڈھانچہ جاتی اصلاحات اور جاہلانہ رسوم کا خاتمہ

نبوی اسلوب محض کسی ایک واقعے میں عارضی ریلیف دینے تک محدود نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ کا اصل ہدف ان سماجی اور قانونی ڈھانچوں کو جڑ سے اکھاڑنا تھا جو خواتین کے استحصال کا سبب بنتے تھے۔ 'ظہار' جیسی قدیم عائلی رسم کے خلاف قانون بنانا ہو یا 'عضل' (عورت کو نکاح سے روکنے) کی جاہلانہ کوششوں پر پابندی لگانی ہو، آپ ﷺ نے ہمیشہ مستقل قانون سازی کے ذریعے خواتین کو تحفظ دیا اور خلع ولعان جیسے قوانین کے ذریعے انہیں ایک ایسا 'دستوری مخرج' دیا جس سے وہ اپنی عزت اور زندگی کا تحفظ خود کر سکیں۔[43]، [44]

عورت کے ذاتی فیصلے اور اختیار کا احترام

سیرتِ نبوی ﷺ کا یہ پہلو فقہی و قانونی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آپ ﷺ نے عورت کو ایک مجبورِ محض وجود کے طور پر نہیں دیکھا، بلکہ اس کے ذاتی فیصلے اور شرعی اختیار (Agency) کا پورا احترام کیا۔ حضرت بریرہؓ کے واقعے میں رسول اللہ ﷺ نے سربراہِ ریاست اور پیغمبر ﷺ ہونے کے باوجود اپنی رائے کو بطورِ حکم نافذ نہیں فرمایا، بلکہ ان کے انکار کو خوش دلی سے قبول فرمایا۔ یہ اسلوب بتاتا ہے کہ دادرسی کے نبوی نظام میں عورت کا اپنا فیصلہ اور اس کی دلی پسند ناپسند ایک قانونی حیثیت رکھتی ہے۔[45]

اخلاقی و نفسیاتی معیار کی تشکیل

رسول اللہ ﷺ نے دادرسی کے عمل کو محض عدالتی فیصلوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا، بلکہ معاشرے کے مردوں کی نفسیاتی اور اخلاقی تربیت کے لیے ایک مستقل پیمانہ طے کر دیا: "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي ""تمہارے درمیان مثالی اور بہترین فرد وہ ہے جس کا طرزِ عمل اپنے اہل خانہ (اہلیہ) کے ساتھ سب سے عمدہ ہو اور اپنے اہل و عیال کے حق میں تم سب کی نسبت میرا سلوک سب سے بڑھ کر اعلیٰ ہے۔"[46] اسی طرح خطبہ حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "عورتوں کے

معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان (Trust of Allah) پر حاصل کیا ہے"، دراصل معاشرے کے اندر ایک ایسا اخلاقی پہرہ بٹھانا تھا جو قانون کے بغیر ہی خواتین کے حقوق کا محافظ بن جائے۔[47]

صنفی حساسیت کا اصول

نبوی منہج کی ایک منفرد ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہاں نظم و نسق (Governance) میں خواتین کی فطرتی اور نفسیاتی نزاکت کا پورا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ سفر کے دوران جب اونٹوں کو تیز چلایا جارہا تھا، تو آپ ﷺ نے حدی خوان سے فرمایا تھا:

"ویحک یا انجشة، رفقاً بالقواریر۔"[48]

اے انجشہ! ذرا نرمی اختیار کرو، یہ اونٹوں پر سوار خواتین شیشے کی طرح نازک آبگینے ہیں۔

خواتین کو ان کی لطافت کی بنا پر شیشے سے تشبیہ دینا اور انتظامی امور میں ان کی اس نزاکت کی رعایت رکھنا، نبوی منہجِ دادرسی کا وہ اعلیٰ ترین معیار ہے جسے آج کی اصطلاح میں 'صنفی حساسیت' کہا جاتا ہے۔

نتائج بحث

اس تحقیقی مطالعہ کے نتیجے میں درج ذیل علمی نکات سامنے آتے ہیں:

1. خواتین کی دادرسی کا نبوی منہج محض ایک رسمی عدالتی طریقہ کار نہیں تھا، بلکہ یہ محکم قرآنی اصولوں پر استوار ایک ایسا نظام تھا جس میں قانونی عدل، انسانی شفقت اور سماجی اصلاح بیک وقت کام کر رہے تھے۔
2. نبوی اسلوبِ کار میں عورت کو ایک مکمل اور آزاد قانونی وجود تسلیم کرتے ہوئے اسے نکاح، خلع، وراثت اور نفقہ جیسے بنیادی امور میں شخصی اور معاشی خود مختاری دی گئی ہے۔
3. سیرت کے مختلف احوال کا استقرائی مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے خواتین کے مسائل کو محض وقتی طور پر حل نہیں کیا، بلکہ ان کے معاشی، عائلی، تعلیمی اور نفسیاتی حقوق کے لیے مستقل اصول وضع فرمائے۔
4. نبوی منہج کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ اس میں انفرادی نوعیت کے عائلی و سماجی مسائل پر بھی اصولی قانون سازی کے لیے وحیِ الٰہی (قرآنِ مجید) کا نزول ہوا، جو اس نظامِ دادرسی کی دستوری اہمیت اور آفاقیت کی واضح دلیل ہے۔

تجاویز و سفارشات

سیرتِ نبوی ﷺ کے اس منہج دادرسی کی روشنی میں موجودہ قانونی اور انتظامی ڈھانچے کی اصلاح کے لیے درج ذیل عملی اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں:

- **شکایات کے لیے غیر مشروط اور آسان رسائی:** پولیس اسٹیشنز، عدالتوں اور دیگر سرکاری دفاتر میں خواتین کے لیے خصوصی ہیلپ ڈیسک (Help Desks) قائم کیے جائیں جہاں وہ کسی بھی معاشرتی دباؤ یا خوف کے بغیر اپنی شکایات براہِ راست درج کرواسکیں۔
- **فیملی کورٹس میں فوری ریلیف کا نظام:** خواتین سے متعلق عائلی تنازعات (جیسے خلع، طلاق، نفقہ اور بچوں کی تحویل) کے فیصلوں کے لیے قانوناً ایک مختصر اور محدود وقت طے کیا جائے، تاکہ عورت طویل عدالتی عمل کی وجہ سے معلق نہ رہے اور اسے فوری انصاف مل سکے۔
- **نکاح نامے کے حقوق کی قانونی آگاہی:** شادیاں کرواتے وقت نکاح نامے میں موجود خواتین کے شرعی حقوق (جیسے حقِ مہر،

نفقہ اور طلاقِ تفویض کا حق) سے متعلق فریقین کو واضح آگاہی دینا لازم قرار دیا جائے، تاکہ زبردستی کے نکاح اور معاشی استحصال کا سدِباب ہو سکے۔

- **قانون نافذ کرنے والے اداروں کی صنفی حساسیت کی تربیت:** ججوں، وکیلوں اور پولیس افسران کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ایسے تربیتی کورسز لازمی کیے جائیں جو انہیں مظلوم خواتین کے مسائل سے نمٹنے کے لیے نرمی، رفق اور صنفی حساسیت سکھائیں۔

References

1 Ibn ʻĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, (Tunis: Al-Dār al-Tūnisiyyah, 1984), Vol. 18, p. 140.
2 Al-Ālūsī, Shihāb al-Dīn Maḥmūd, *Rūḥ al-Maʻānī fī Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm wa-al-Sabʻ al-Mathānī*, (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1415 AH), Vol. 18, p. 139.
3 Ibn ʻĀshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 18, p. 140.
4 Al-Ālūsī, *Rūḥ al-Maʻānī*, Vol. 18, p. 139.
5 Al-Qurʾān, 58:1.
6 Ibn Kathīr, Abu al-Fidā' Ismāʻīl bin ʻUmar, *Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm*, (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1419 AH), Vol. 8, p. 66.
7 Ibn ʻĀshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 28, p. 5.
8 Al-Qurʾān 4:7.
9 Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, (Cairo: Dār al-Shurūq, n.d), Vol. 1, p. 614.
10 Al-Qurṭubī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad bin Aḥmad, *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qur'ān*, (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1384 AH), Vol. 5, p. 54.
11 Al-Qurʾān, 33:35.
12 Al-Ālūsī, *Rūḥ al-Maʻānī*, Vol. 22, p. 13.
13 Al-Qurṭubī, *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qur'ān*, Vol. 14, p. 184.
14 Ibn ʻĀshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 22, p. 18.
15 Al-Ālūsī, *Rūḥ al-Maʻānī*, Vol. 11, p. 182.
16 Al-Qurʾān, 2:228.
17 Ibn ʻĀshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 2, p. 387; Rāghib al-Iṣfahānī, Abu al-Qāsim, *Tafsīr al-Rāghib al-Iṣfahānī*, (Makkah al-Mukarramah: Dar al Salam, 1422 AH), Vol. 1, p. 468.
18 Al-Ālūsī, *Rūḥ al-Maʻānī*, Vol. 2, p. 139; Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm*, Vol. 1, p. 455; Ibn ʻĀshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 2, p. 388.
19 Ibn ʻĀshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 2, p. 389; Al-Qurṭubī, *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qur'ān*, Vol. 3, p. 124; Al-Ālūsī, *Rūḥ al-Maʻānī*, Vol. 2, p. 140.
20 Ibn ʻĀshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 2, p. 388; Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm*, Vol. 1, p. 456; Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, Vol. 1, p. 614.
21 Al-Qurʾān, 24:6.
22 Ibn ʻĀshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 18, p. 185.
23 Al-Qurʾān, 4:127.
24 Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm*, Vol. 2, p. 421.
25 Al-ʻAynī, Badr al-Dīn, *ʻUmdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, n.d), Vol. 21, p. 221.
26 Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʻīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, (Egypt: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), Kitāb al-Nafaqāt, Ḥadīth: 5364.
27 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Nikāḥ, Ḥadīth: 5138; Al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī*, Ḥadīth: 3244.
28 Al-ʻAynī, *ʻUmdat al-Qārī*, Vol. 20, p. 132.
29 Muslim bin al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 2001), Kitāb al-Nikāḥ, Ḥadīth: 1421.
30 Abū Dāwūd, Sulaymān bin al-Ashʻath, *Sunan Abī Dāwūd*, (Beirut: Al-Maktabah al-ʻAṣriyyah, 1999), Kitāb al-Ṭalāq, Ḥadīth: 2227.
31 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb Shafāʻat al-Nabī ﷺ fī Zawj Barīrah, Ḥadīth: 5283.

32 Al-Nawawī, Yaḥyā bin Sharaf, *Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*, (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1392 AH), Vol. 10, p. 8.

33 Al-Nawawī, *Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*, Vol. 15, p. 84.

34 Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb fī Ḍarb al-Nisā', Ḥadīth: 2146.

35 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-'Ilm, Bāb Hal Yaj'al li-al-Nisā' Yawm 'alā Ḥidah fī al-'Ilm, Ḥadīth: 101.

36 Abū Dāwūd, *Al-Sunan*, Bāb fī al-Ghusl min al-Janābah, Ḥadīth: 316.

37 Al-'Aynī, *'Umdat al-Qārī*, Vol. 21, p. 250.

38 Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Faḍā'il, Ḥadīth: 2326.

39 Al-Qurʾān, 58:1.

40 Al-Qurʾān, 4:7.

41 Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb Bayān Anna Taḥrīm Zawjatihī Laysa bi-Ṭalāq, Ḥadīth: 1478.

42 Al-Qurṭubī, *Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*, Vol. 14, p. 161.

43 Ibn 'Āshūr, *Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr*, Vol. 2, p. 331.

44 Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm*, Vol. 1, p. 481.

45 Al-Nawawī, *Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*, Vol. 10, p. 8.

46 Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd al-Qazwīnī, *Al-Sunan*, (Cairo: Dār Iḥyā' al-Kutub al-'Arabiyyah, 2003), Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Ḥusn Mu'āsharat al-Nisā', Ḥadīth: 1977.

47 Al-Qurṭubī, *Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*, Vol. 18, p. 165.

48 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Adab, Ḥadīth: 6149.